© rasailojaraid.com

زکوٰۃ کا مصرف فی سبیل اللہ

اور دینی اداروں اور تحریکات کا مسئلہ●

سلطان احمد اصلاحی

زکوٰۃ کے مصرف 'فی سبیل اللہ' پر بحمد اللہ اردو زبان میں طبع زاد اور ترجمہ شدہ ایک سے زائد مضامین اور کتابیں آ چکی ہیں[1]۔ اس مقالے میں خاص طور پر ہندوستان اور اس جیسے ممالک کے پس منظر میں بالخصوص اس کی حنفی تشریح کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے اس کے ایک امکانی مصرف دینی اداروں اور تحریکات سے متعلق بعض ان پہلوؤں پر گفتگو کرنی مقصود ہے جو اپنی ناقص رائے کی حد تک مذکورہ کتابوں اور مقالات میں تشنہ محسوس ہوتے ہیں۔

معلوم ہے کہ زکوٰۃ کے مصرف فی سبیل اللہ پر حضرت امام ابو حنیفہؒ سے براہ راست کوئی قول منقول نہیں۔ امام محمد کی کتاب الاصل میں اس کے دیگر مصارف کے برعکس خاص اس مصرف میں استاد و شاگرد کا کوئی جواب منقول نہیں[2]۔ فقہ حنفی کے بعد کے متون میں اس کی تشریح 'منقطع الغزاۃ' سے کی گئی ہے[3]۔ جس سے مراد اسلامی لڑائی کے وہ بچھڑے خواہش مند ہیں جو سواری اور سامان سفر کی کمی کے باعث ایسے غازیوں کے قافلے میں شرکت سے قاصر ہوں۔ بعد میں اس کی شرح میں یہ رائے حضرت امام ابو یوسفؒ کی قرار دی گئی ہے۔ جس کے ساتھ حضرت امام محمدؒ کی اس رائے کا اضافہ ہے کہ اس سے مراد وہ بچھڑا حاجی ہے جو انہی اسباب سے قافلہ حجاج میں شامل ہونے سے رہ جائے[4]۔ اسلامی لڑائی لڑنے والے 'غزاۃ' کی مذکورہ تشریح میں اس کے ساتھ فقر و احتیاج کی شرط

● اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی کے پانچویں کل ہند فقہی سمینار منعقدہ جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ ۳۰ اکتوبر تا ۲ نومبر ۱۹۹۲ء کے لیے لکھا گیا یہ مقالہ سمینار مذکور میں خلاصۃً پیش کیا گیا (س)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا اضافہ ہے۔ چنانچہ اگر یہ لڑائی لڑنے والے مالدار ہوں تو ان کے اوپر زکوٰۃ کی رقم کا خرچ کرنا جائز نہ ہوگا۔ اس لیے کہ حضرات حنفیہ زکوٰۃ کے جملہ مصارف میں فقر و احتیاج کو شرط کی حیثیت حاصل ہے[۵۶] اس کے ساتھ ہی حضرات حنفیہ کے یہاں چونکہ اس کی جملہ مدات کی نسبت سے ادائیگی زکوٰۃ کے لیے تملیک ایک رکن لازم کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے فی سبیل اللہ کے مد کی امکانی توسیع سے اس رکن کے معدوم ہونے کے سبب مسجد کی تعمیر، میت کے کفن یا اس کے قرض کی ادائیگی وغیرہ جیسے بہت سے دوسرے نیکی اور بھلائی کے کام زکوٰۃ کی مد سے انجام نہیں دئے جا سکتے[۵۷] اس میں شک نہیں کہ فقہ حنفی میں احتیاج کی شرط کے ساتھ ایک رائے 'فی سبیل اللہ' میں وسعت کی ہے۔ چنانچہ صاحب بدائع الصنائع امام کاسانی م ۵۸۷ھ اس میں تقرب خداوندی کے تمام کاموں کو شامل قرار دیتے ہیں جس کے لحاظ سے بشرط احتیاج اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں محنت کرنے والے تمام طرح کے لوگ اس میں شامل ہیں[۵۸]۔ فقہ حنفی کے دوسرے مختلف اور متعدد فتاویٰ اس پر مستزاد ہیں جن میں فقر و احتیاج کی شرط کے ساتھ نیز اس کے بغیر بھی علم دین اور خدمت دین میں مشغول لوگوں کو اس کا نمایاں بلکہ بسا اوقات سب میں قابل ترجیح مصرف قرار دیا گیا ہے[۵۹] لیکن اس کے باوجود ہندوستان میں اس مسلک کی نمائندہ جمعیۃ العلماء ہند اور اس کی کسی قدر نمائندہ تبلیغی جماعت میں زکوٰۃ کی رقم کے طریقۂ صرف کا ہمیں بہت زیادہ علم نہ ہو کر، ہندوستان ہی نہیں بلکہ پورے برصغیر میں جہاں تک اس مسلک سے التزام رکھنے والے مدارس عربیہ کے نظام کا سوال ہے جس سے غالباً بریلوی حضرات کے مدارس کا استثناء نہ ہوگا کہ التزام ان کا بھی فقہ حنفی ہی سے ہے، یہ مدارس 'فی سبیل اللہ' کی مد میں اس توسیع کے قائل نہیں جس کے نتیجے میں ان کے ہاں یہ رقم براہ راست اسٹاف کے مشاہروں اور تعمیرات وغیرہ کی ضروریات میں صرف نہ ہو کر اسے خالص فقر و احتیاج کی شرط کی تکمیل کرتے ہوئے نادار طلبہ دینیہ کا حق سمجھا جاتا ہے۔ احتیاج کی اس شرط کے ساتھ چونکہ تملیک ادائیگی زکوٰۃ کا دوسرا رکن ہے اس لیے اس کے تقاضے کی تکمیل کے لیے مدرسہ کے خزانے میں نقد رقم اور غلے کو داخل کرنے سے قبل ایسے ایک یا چند طلبہ کو حقیقۃً نہیں بلکہ حیلے کے طور پر منٹ دو منٹ کا مالک بنایا جانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد مہمانان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدرسہ کی دیگر ضروریات میں بھی زکوٰۃ کی رقم کے صرف کا جواز پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلک حنفی سے شدید التزام نہ رکھنے والے بعض مدارس میں اگر 'تملیک' کے اس حیلے پر عمل نہ ہو تو عام اعانتوں کے ساتھ مدرسہ کی زکوٰۃ کی مخلوط مالیات سے اس مسلک پر عامل اساتذہ کو اپنے مشاہرے قبول کرنے میں سخت تامل اور تردد ہوتا ہے۔ جس کے لیے وہ اپنے کو ایک طرح سے حالت اضطرار ہی میں شمار کر پاتے ہیں[48]۔ خدمت دین کے لیے وقف دیگر علمی اور دینی اداروں کے فی سبیل اللہ کا امکانی مصرف ہونے کے ساتھ ہمارے مقالے کی اصل دلچسپی مدارس عربیہ کی اسی مذکورہ صورتِ حال سے ہے۔ ذیل میں اس کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی جاتی ہے۔

ا۔ مبنی بر حیلہ تملیک کے اس طریقے کا مدارس عربیہ کے حق میں یہ صریحی نقصان تو ہے ہی کہ موسم میں چندے کے ۵۰،۱۲۵ کوئنٹل غلے کو اس کے منٹ دومنٹ کے مالکوں سے مدرسہ کے اساتذہ واسٹاف سستے دام میں خرید لیتے ہیں۔ بعد میں یہی مدرسہ اپنی ضرورت سے کھلے بازار غلہ مہنگے دام پر خریدتا ہے جس کی گرانی ماہ بہ ماہ بڑھتی ہی جاتی ہے[49]۔ مدارس کے نادار طلبہ کو خیر اس کی ہمت بھی کیا ہو سکتی ہے لیکن اگر وہ چاہیں بھی کہ اس کے حقیقی مالک بن کر وہ اس غلے کو محفوظ کر کے اسے حسب ضرورت مدرسہ کو سستے دام پر فروخت کرتے رہیں تو اس لئے گودام اور اسٹور روم کی ضرورت ہے جو ظاہر ہے ان مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن مدارس کے حق میں اس مادی اور مالی نقصان سے بڑھ کر اس کا اصل خسارہ دینی اور نفسیاتی پہلو سے ہے۔ جن نوجوانوں کی اٹھان مکر و فریب کی اس فضا میں ہوگی اپنی آئندہ زندگی میں ان سے بے لوث امانت و دیانت، اعلیٰ ظرفی اور بلند اخلاق کی توقع مشکل ہی سے کی جا سکتی ہے۔ ہندوستان میں امارت و خلافت کا نظام قائم نہ ہو کر اگر اپنے دائرے میں مدارس کے ذمہ داران اور ان کی مختلف کمیٹیوں کو امرار و حکام کا قائم مقام مان کر تملیک کے مذکورہ نامطلوب طریقے کو لازم نہ کرتے ہوئے زکوٰۃ کی ان حضرات تک نفس حوالگی سے اس کی ادائیگی ہو جائے تو مصالح مدرسہ میں وہ اسٹور اور گودام بنا کر اس کی سال بھر کی ضرورت سے غلہ کو محفوظ کریں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس سے فیس خوراک کم ہو کر غیر مستطیع طلبہ کے ساتھ مستطیع طلبہ کا دائمی طور پر بھلا اور فائدہ ہو۔
۲۔ پھر تملیک کے اس طریقے میں یہ بات آپ سے آپ مضمر ہے کہ زکوٰۃ اسلامی حکومت کے بیت المال یا اس سے قائم مقام مراکز میں اجتماعی طور پر وصول اور اسی طریقے پر تقسیم نہ ہو کر صاحب نصاب کی طرف سے انفرادی طور پر دی جائے اور مستحق کی طرف سے اسی طرح وصول کی جائے۔ جبکہ قرآن وسنت کے واضح اشارات "والعاملین علیہا" اور توخذ من اغنیائہم فترد علی فقرائہم[۱۰] اس کے ساتھ ہی صدر اول کا معیاری عمل اس کے حق میں ہے کہ زکوٰۃ اجتماعی طور پر وصول کی جائے اور اسی طرح تقسیم کی جائے۔ خیر سے ابوعبید اور امام مالک کے ساتھ خاص طور پر اموال ظاہرہ کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اسی خیال کے قائل بھی ہیں کہ اموال ظاہرہ کی وصولی اور ان کی تقسیم کا حق صرف اور صرف مسلمانوں کے امام اور خلیفہ کو حاصل ہے[۱۱]۔ اس کی دلیل میں وہ سورہ توبہ کی آیت کریمہ ۱۰۳ "خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا" کے ساتھ وہ سیدنا ابوبکرؓ کے اس طرز عمل کو پیش کرتے ہیں جس میں آپ نے مانعین زکوٰۃ سے طاقت کے زور پر اس کی وصولی کی دھمکی دی اور اس کے لیے یہ یادگار الفاظ آپؓ کی زبان سے ادا ہوئے "لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علیہا" اور حضرات صحابہؓ میں سے کسی نے آپ کی اس رائے سے اختلاف نہیں کیا[۱۲]۔ یہاں تک کہ سلف میں سے حضرات شعبی، محمد بن علی، ابورزین اور اوزاعیؒ صدقہ فطر کو بھی امام وقت کے حوالہ کر دینے سے ظاہری اور باطنی ہر طرح سے اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، جبکہ محتاج کو براہ راست حوالہ کرنے سے باطنی طور پر اس کی ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ اس کا امکان ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ اس کا یہ فائدہ اس پر مستزاد ہے کہ اس طرح وہ شبہے اور اختلاف سے بچ نکلے گا اور اس کے اوپر کسی قسم کی تہمت اور الزام نہ دھرا جا سکے گا[۱۳]۔ اوپر کی گفتگو سے حضرت امام اعظمؒ کی طرف سے اموال باطنہ کے امام وقت کے حوالے نہ کیے جانے کا جواز نکلتا ہے۔ جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل اموال ظاہرہ وباطنہ کے کسی فرق سے مطلق زکوٰۃ کو ذاتی اور انفرادی طور پر ادا کرنے کے استحباب کے قائل ہیں اور حضرت امام شافعی سے دونوں کے حق میں رائے منقول ہے[۱۴]۔ کوئی شک نہیں کہ ان حضرات کی یہ رائے اپنے زمانہ میں امراء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولاۃ کے بگڑ جانے اور ان کے امانت و دیانت کے معیار مطلوب پر باقی نہ رہنے کے باعث ہی وجود میں آئی۔ ورنہ جیسا کہ گزرا قرآن وسنت کے واضح اشارات زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے حق میں ہی ہیں۔ اور جبکہ مدارس دینیہ کے ذمہ داران کی امانت و دیانت پر اعتماد کر کے ہی زکوٰۃ وصدقات کی رقم ان کے حوالہ کی جاتی ہے تو اس صورت میں ان کی حوالگی کے ساتھ اس کے ادا نہ ہو جانے کے کوئی معنیٰ نہیں ہیں اور کم سے کم اس کے جواز میں تو کوئی شبہ نہیں ہے اور جبکہ دوسرے مصالح اس کا شدید تقاضا کرتے ہوں تو وصولی زکوٰۃ کے اسی طریقے کو زیادہ بہتر اور قابل ترجیح ہونا چاہیے۔ زکوٰۃ ذمہ دارانِ مدارس یا ذمہ دار اور قابل اعتبار تحریک کے بیت المال میں جمع ہو گئی تو دینے والے کا ذمہ اس سے ساقط ہو گیا اور حقیقۃً تو نہیں حکماً تملیک ہو گئی۔ اب مدرسے اور ادارہ و تحریک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے مناسب مصارف میں اس کو صرف کرے۔ ہر حال میں انفرادی براہِ راست تملیک پر اصرار بسا اوقات مستحق کی عزت نفس کو مجروح کرنا ہے جو قرآن وسنت کے منشاء کے صریح خلاف ہے۔ خاص طور پر تبلیغ دین اور دعوت دین کے کاموں کے پس منظر میں تو زکوٰۃ کے اس اجتماعی نظام کی ضرورت اور اہمیت ہے ہی آج کے حالات میں دین سے فرار کے ساتھ زکوٰۃ سے پہلو تہی کی صورت میں بھی اس کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کے فضل سے مطلوبہ اسلامی حکومتوں کے احیاء کے اس دور میں یوں بھی اجتماعی زکوٰۃ کی صورت ہی حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ زکوٰۃ کی رقم سے محروم ہو کر کوئی اسلامی حکومت بہت مشکل سے اپنی مطلوبہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتی ہے۔ اس سے ہٹ کر بسا اوقات کسی بستی میں موسم میں براہ راست مستحقین کو غلہ کی کوئی مقدار یا رقم دینے کے بجائے بہت سے مستحقین کے حق میں ماہ بہ ماہ اس رقم کی چک کا مل جانا زیادہ مفید مطلب اور قرین مصلحت ہو سکتا ہے۔

۳۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندوستان میں جماعت دیوبند کے سرخیل فخر قوم وملت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ 'فی سبیل اللہ' میں توسیع کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ اصل ومعاون علوم دینیہ کی تحصیل کو اعلاء کلمۃ اللہ سے بھی بڑھ کر 'فی سبیل اللہ' کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ حضرت نے اپنے مجموعۂ مضامین 'فرائد قاسمیہ' میں اعلاء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کلمۃ اللہ اور رد عقائد باطلہ کے پاک جذبے سے مدارس عربیہ میں منطق وفلسفہ کی تعلیم کی اہمیت وضرورت پر ایک مستقل مضمون لکھا ہے اور ایک پر ایک دلائل سے ان لوگوں کے خیال کی تردید کی ہے جو مطلق منطق وفلسفہ کی تعلیم کے عدم جواز کے قائل اور اسی نسبت سے ان میں مشغول مدارس میں چندہ دینے کو بھی ناجائز خیال کرتے ہیں۔ طوالت کے خوف سے حجت قاسمی کے آئینہ دار اس مضمون کے دیگر حصوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف 'فی سبیل اللہ' سے براہ راست متعلق حصے کو حضرت کے الفاظ میں نقل کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ "اشاعت علوم ربانی اور تائید عقائد احکام مقامی من جملہ فی سبیل اللہ ہے بلکہ فی سبیل اللہ میں یہی اول درجے کا۔ اس لیے کہ قوام وقیام دین بے علوم دین وتائید علوم دین ورد عقائد مخالفہ عقائد دین متصور نہیں۔ اگر تمام عالم مسلمان ہو جائے تو اعلائے کلمۃ اللہ کی حاجت نہیں پر علوم دین کی حاجت جوں کی توں رہتی ہے۔ غرض دین کے حق میں اصل اور محتاج الیہ اور ضروری علم دین سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اس لیے اس کی تائید اور ترویج میں صرف کرنا اعلیٰ درجہ کا فی سبیل اللہ ہے[۱۵] آگے اسی سلسلے میں مزید صراحت سے فرماتے ہیں:

جب یہ سب باتیں ذہن نشین ہو چکیں تو اب اس کی کیا حاجت ہے کہ ایسے مدرسہ کے طالب علموں کو زکوٰۃ دیجئے یا نہ دیجئے ہر شخص سمجھ گیا ہوگا کہ ان کا دینا فی سبیل اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن میں مصارف زکوٰۃ کے بیان میں ذوی الارحام کا ذکر نہیں فرمایا۔ ان کے دینے کی فضیلت اگر ہے تو احادیث میں ہے اور فی سبیل اللہ خود قرآن میں بیان مصارف میں موجود ہے اس لیے بایں وجہ کہ قرآن شریف حدیث شریف پر مقدم ہے فی سبیل اللہ والے[۱۶] جیسے وہ طالب علم مثلاً جو علوم دین پڑھتے ہوں یا بطور مذکور الصدر معقولات کو تحصیل کرتے ہوں ذوی الارحام پر مقدم ہوں گے علاوہ بریں عقل اگر سلیم ہو تو اس پر شاہد ہے کہ اپنی عزیز داری سے خدا کی واسطہ داری مقدم ہے۔ اپنوں سے اللہ والے اول ہی رہیں تو بہتر ہے اور بیشک وہ لوگ جو ذوق ایمان رکھتے ہیں خدا کے واسطہ داروں کو اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ انصاریوں نے مہاجرین کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اپنوں کے ساتھ کبھی نہ کیا ہوگا۔ رہے مہاجرین وہ اگر اپنوں کو مقدم رکھتے تھے تو ان کے اپنے بھی فی سبیل اللہ تھے۔ غرض ایسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدرسے کے طالب علموں کو دینا اپنوں کو دینے سے زیادہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔"[۱۷]
اسی مضمون میں وہ ایک سے دو مثالوں میں ایسے طالب علموں کے ساتھ اہل اور مخلص اساتذہ ومعلمین کو بھی اسی امداد واعانت کا مستحق قرار دیتے ہیں[۱۸]۔ البتہ آخر میں وہ یہ ضرور فرماتے ہیں کہ: "مگر ہر چہ بادا باد تملیک شرط ہے اسی لیے چندہ[۱۹] تنخواہ مدرسین میں زکوٰۃ دی جائے گی تو زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ ہاں مدرس کو کوئی دے یا طالب علموں کو بشرطیکہ وہ مصرف زکاۃ ہوں بعد تملیک ادا ہو جائے گی۔"[۲۰]

'فی سبیل اللہ' کی وسعت میں حضرت نانوتوی کی یہ فکر انگیز بحث فتاویٰ ظہیریہ اور دیگر فقہائے احناف کے فتاویٰ سے ہم آہنگ ہے جن میں علم دین اور اشاعت دین میں مصروف طلبہ اور علماء کو 'فی سبیل اللہ' کا مصداق بتایا گیا ہے اور اس طرح حضرت نانوتویؒ کا وزن اس کے زیادہ مشہور ومتداول مصداق 'منقطع الغزاۃ' اور 'منقطع الحاج' سے ہٹ کر 'فی سبیل اللہ' میں توسیع کے قائلین کے حق میں ہے۔ لیکن آخر میں تملیک اور احتیاج کے شرط کے اضافہ میں وہ اسی مشہور ومتداول رائے سے ہم آہنگ ہو گئے ہیں کہ بچھڑے ہوئے غازی اور ایسے ہی حاجی کے لیے استحقاق زکوٰۃ کے لیے تملیک اور احتیاج کی شرط ہے۔ اس کے بغیر انھیں اس کا جائز مصرف متصور نہ کیا جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کی عملی صورت کیا ہو۔ آج کے حالات میں کسی اوسط درجے کے مدرسہ کا بجٹ بھی ۱۰، ۱۵ لاکھ سے کم کا نہیں ہوتا ہے۔ دیانتدارانہ تملیک کا تقاضا ہے کہ مدارس کے نادار طلبہ کے ساتھ بدرجہ اتم فقر واحتیاج کی شرط کو ۷۰ فی صد سے زائد تناسب میں ان کے اساتذہ واسٹاف کو ۱۵ لاکھ میں سے مثلاً ۱۰ لاکھ کی رقم حصہ مطابق یکمشت تقسیم کر دی جائے۔ اس سے قطع نظر کہ بعض صورتوں میں استاذ تین ماہ بعد استعفاء دیکر اور طالب علم کس بہانے سے مدرسہ سے رفوچکر ہو جائے 'فی سبیل اللہ' میں حقیقی تملیک کے ساتھ فقر واحتیاج کی شرط کو جوڑا نہ جائے جیسا کہ دوسرے علماء کے علاوہ بہت سے فقہاء حنفیہ کا بھی یہی خیال ہے[۲۱] تو ذمہ داران مدارس وادارہ وتحریکات کو زکوٰۃ کی رقم کی حوالگی سے اس کی ادائیگی ہو یہ حضرات حسب مصالح اس کے مصداق طلبہ واساتذہ اور علماء واسکالرس پر اس رقم کو صرف کریں جس کی سب سے بڑی ضرورت اس پہلو سے ہے کہ اگر مدرسہ میں اعانت اور عام صدقات کی رقم تنخواہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اساتذہ وملازمین کے لیے کفایت نہ کرے تو تملیک کا حیلہ کیے بغیر خالص زکوٰۃ کی رقم سے اساتذہ واسٹاف کے مطلوبہ مشاہرے وقت پر ادا کیے جا سکیں، جبکہ عام طور پر دینی مدارس اور دینی اداروں کو شاہی عمارتوں کے شوق میں اساتذہ واسٹاف کی تنخواہوں کو قلیل سے قلیل رکھ کر زکوٰۃ کے مد کی رقم اس میں صرف نہ کر کے ہر وقت فنڈ کی کمی کی شکایت اور اس کا رونا رہتا ہے۔

۴۔ حضرت قاسم العلومؒ نے 'فی سبیل اللہ' کی وسعت میں مخلص طلبہ مدارس کے ساتھ ان کے ایسے ہی اساتذہ کو بہت ہی دبے انداز میں شامل مانا ہے۔ حالانکہ شریعت کے مسلمہ اصول 'مالا یتم الواجب الا بہ فہو واجب'[۲۲]، کا تقاضا ہے کہ خدمت دین کی مہم میں مصروف طلبہ واساتذہ کے ساتھ مدارس کے جملہ اسٹاف یہاں تک کہ باورچی اور چپراسی کا بھی اس سے استثناء نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی 'فی سبیل اللہ' میں فقہ حنفی کی فقر واحتیاج کی شرط بھی کچھ بہت زیادہ وزن دار نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اس سے جیسا کہ کہا گیا ہے[۲۳]، مصارف زکوٰۃ کی ایک اہم ترین دفعہ کی عملاً تنسیخ لازم آتی ہے۔ اگر ہر حال میں استحقاق زکوٰۃ کے لیے فقر واحتیاج شرط لازم ہو تو زیر بحث مد کے سب سے معروف مصداق غازی اور غیر غازی کے فرق کی ضرورت ہی کیا ہے۔ فقراء و مساکین تو زکوٰۃ کے اولین مصرف ہیں ہی اس کے استحقاق کے لیے ان کے غازی اور حاجی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ 'فی سبیل اللہ' کی اس مطلوبہ وسعت میں حفاظت دین اور اشاعت دین کے مقدس کام میں مصروف جس کے نتیجے کے طور پر اعلاء کلمۃ اللہ کا سامان ہو مدارس، ساتھ ہی ایسے ہی دیگر ادارے اور تحریکات سے وابستہ جملہ اسٹاف وکارکنان کی شمولیت کے پہلو بہ پہلو اگر اس کے لیے فقر واحتیاج کی شرط لازم نہ رہ جائے تو ہندوستان میں مبنی بر حیلہ تملیک سے آزاد ہو کر دینی مدارس، اداروں اور تحریکات کے لیے دین کے کام موثر اور منظم طور پر انجام دینے کی راہ بہت آسان ہو جائے۔ مخلص کارکنوں کو معقول مشاہرے اور مناسب سہولیات فراہم کی جا سکیں جس سے وہ پوری یکسوئی اور دل جمعی سے اعلاء کلمۃ اللہ پر منتج حفاظت دین اور اشاعت دین کے لیے اپنے کو وقف کر سکیں۔ ساتھ ہی اس سے اداروں اور تحریکات میں نامطلوب اعزازی نظام کو توڑنے میں مدد ملے جو ہندوستان کے موجودہ حالات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ان کے لیے بالکل بوجھ بن کر رہ گیا ہے۔ باصلاحیت، حوصلہ مند اور وضع دار ذمہ داران مدارس و تحریکات قلیل مشاہروں پر کام نہیں کر سکتے اور 'فی سبیل اللہ' کی عدم وسعت سے زکوٰۃ کی مد سے اس کے امکانی اضافے کو قبول نہیں کر سکتے۔ نتیجے کے طور پر اداروں کے مفادات مجروح ہوتے اور ان کی کارکردگی غیر معمولی طور پر متاثر ہوتی ہے۔ اداروں کے حیثیت نظام کا تقاضا ہے کہ ذمہ داران ان کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹے بھی ان کے لیے ان کے کام کی نسبت سے ناکافی ہوں۔ اداروں کے کام سے وہ اس طرح تھکیں کہ کوئی دوسرا کام کرنے کے قابل نہ رہیں، جبکہ اعزازی نظام میں وہ کسی وقت کے پابند نہ ہو کر متعلقہ اداروں کو وہ اپنی اتفاقیہ تشریف آوری سے ہی نوازا پاتے ہیں۔ اُس پہلو سے دینی اداروں اور تحریکات کے بے لاگ سروے کے بعد بسا اوقات ان کی تشویشناک صورت ہی سامنے آسکتی ہے۔

(۵) 'فی سبیل اللہ' میں وسعت کے غیر قائلین کی طرف سے ایک بات 'انما' کے حصر کی بھی کہی جاتی ہے کہ اس وسعت اور عموم سے آیت میں مذکور 'حصر' کا فائدہ ختم ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں پہلی بات یہ کہ خدمت دین کے لیے وقف اداروں اور تحریکات 'فی سبیل اللہ' کی وسعت میں جس کے ہم قائل ہیں۔ اس کے حق میں براہ راست مصروف علماء و فقہاء کے حق میں خود فقہ حنفی کے ایک سے زائد فتاویٰ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ دور آخر میں حضرت نانوتویؒ کے رتبے کی شخصیت بھی اپنی شرطوں کے ساتھ اس کی قائل ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ لیکن اس میں مزید توسع کے قائلین ہیں جن کے ہاں اس کے اندر نیکی اور بھلائی کے تمام طرح کے کام مردوں کی تکفین، پلوں، قلعوں اور مساجد کی تعمیر وغیرہ سب شامل ہیں[۲۴]۔ صحیح بات یہ ہے کہ توسع کی اس صورت میں بھی 'حصر' کا فائدہ ختم نہیں ہوتا۔ فقہ حنفی کے لحاظ سے بھی، جہاں مالک کے لیے ایک ہی وقت میں اپنی زکوٰۃ کو اس کے تمام مصارف میں دینا ضروری نہیں ہے۔ وہ حسب منشا زکوٰۃ کو اس کے جملہ مصارف میں دے سکتا ہے اور کسی ایک ہی مصرف پر اکتفا بھی کر سکتا ہے[۲۵]۔ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کی صورت میں اس کے متعلقہ ذمہ دار انتہائی سہولت سے اس کا انتظام کر سکتے ہیں کہ حکومت اور معاشرے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصلحت سے مناسب تناسب سے زکوٰۃ اپنی جملہ مدات میں صرف ہو کر کسی مد کے ساتھ بے انصافی اور اس کو نظر انداز کرنے کی صورت پیدا نہ ہو سکے۔ انفرادی ادائگی کی صورت میں بھی ذمہ دار سمجھدار مسلمان سے امید کی جاتی ہے کہ سماج اور معاشرے کی ضرورت سے مناسب مدات میں زکوٰۃ کے صرف سے نقصان اور بے اعتدالی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے گا۔ ورنہ 'حصر' کا نقصان تو اس صورت میں بھی ہو سکتا ہے، جبکہ فقہ حنفی میں اپنی پوری زکوٰۃ کو ایک ہی مد میں صرف کرنے کی گنجائش ہے، کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اپنی کل زکوٰۃ کو صرف ایک یا دو مدات میں صرف کرکے باقی مدات کو نقصان وضرر کے لیے مستقل طور پر کھلا چھوڑ دے۔ توسع کے قائلین کے لیے بھی 'حصر' کا فائدہ بالکل واضح ہے اور وہ اس طرح کہ اپنی عام صدقے اور اعانت کی لاکھ دو لاکھ کی کل کی کل رقم کو آدمی کسی پل یا قلعے کی تعمیر میں صرف کر سکتا ہے۔ لیکن یہی رقم زکوٰۃ کی ہو کر 'فی سبیل اللہ' کے ساتھ اسے اس کے دوسرے مصارف میں بھی صرف کرنا ضروری ہوگا۔ جس کے لیے حالات کے تجزیہ سے اس کا مناسب اور موزوں توازن بسہولت قائم کیا جا سکتا ہے۔ توسع کے قائلین میں ایک امام رازی شافعی م ۶۰۶ھ بھی ہیں جو قفال کے حوالے سے اس کی طرف اپنا رجحان ظاہر کرتے ہیں[۲۵] جبکہ امام شافعیؒ کا مسلک معلوم ہے کہ حضرات حنفیہ کے برعکس زکوٰۃ کی رقم کو ایک ہی وقت میں وہ اس کی جملہ مدات کے تین تین افراد پر صرف کرنا ضروری خیال کرتے ہیں[۲۷]۔ آخر میں کانٹے کی بات یہ کہ آیت کریمہ میں إنّما کے حصر کا اصل زور منافقین کے اس مطالبہ کے پس منظر میں ہے کہ صدقات وعطیات کے اصل حق دار وہ ہیں، اسے کُل کا کُل ان کے حوالہ ہونا چاہیے جس سے کہ وہ حسب منشا جہاں چاہیں اسے صرف کر سکیں[۲۸] اس کے جواب میں قرآن نے کہا کہ صدقات ان منافقین کا نہیں بلکہ ان لوگوں کا حق ہیں جن کی اس زیر بحث آیت کریمہ میں صراحت ہے[۲۹]۔

۶۔ آخری بات پر ہم گفتگو ختم کرتے ہیں۔ امت میں ان علما کی کمی نہیں جو 'فی سبیل اللہ' میں توسع کے قائل ہیں۔ مخلص علما، وفقہا، اور طلبہ اور اساتذہ مدارس عربیہ کے حق میں بعض شرطوں اور پیش بندیوں کے ساتھ خود حضرات علماء احناف کی آرا، اور فتاویٰ موجود ہیں[۳۰]۔ جبکہ امت میں دوسرے حضرات اس میں مزید وسعت پیدا کرکے نیکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بھلائی کے دوسرے بہت سارے کاموں کو اس میں شامل قرار دیتے ہیں[۳۰]۔ اور جو لوگ صراحت سے اس وسعت کے قائل نہیں انھوں نے بھی زکوٰۃ کے مجموعی مصارف کا جو تجزیہ کیا ہے اور اس کا جو محل متعین کیا ہے، اس سے بھی 'سبیل اللہ' کی مد میں وسعت کا صاف اشارہ نکلتا ہے[۳۱]۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہندوستان جیسے ممالک میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم اعلاء کلمۃ اللہ پر منتج خدمتِ دین اور اشاعت دین میں مصروف مخلص مدارس، اداروں اور تحریکات کو 'فی سبیل اللہ' کا ترجیحی مصداق قرار دیا جائے۔ خدمت دین کے ذکر سے ذہن فوراً عربی مدارس و جامعات کی طرف جاتا ہے۔ اپنی بہت ساری خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود ان کی اہمیت و افادیت اور ان کا اس مد زکوٰۃ کا اولین مصداق ہونا مسلم، لیکن خاص طور پر آج کے حالات میں اسلام پر تحقیق و ریسرچ کے مخلص اداروں اسی طرح احیاء اسلام کے لیے کام کر رہی مسلمان تنظیموں اور تحریکوں کا اس میں شامل نہ کیا جانا بڑی زیادتی اور بے انصافی کی بات معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ بعض حالات میں تو اسی نسبت سے مدارس عربیہ سے بڑھ کر ان کی اہمیت اور ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کی قید سے مدارس عربیہ کے لیے دوسرا مسئلہ بھی توجہ طلب ہے، ان کی مجموعی فضا اور مجموعی نظام اس کے ساتھ ہی سرزمین ہند میں ان کی کارکردگی اور ان سے نکلنے والی کھیپ اس مقصد کی کس درجہ آئینہ دار ہے۔ جن مدارس میں منطق و فلسفہ کی تعلیم ہو رہی ہے وہاں حضرت نانوتوی کے بقول اعلاء کلمۃ اللہ کا کام ان سے کس درجہ میں لیا جا رہا ہے۔ جن مدارس کے دوسرے مسلکی رجحانات ہیں ان کی سرگرمیاں اس گوہر مقصود سے کس درجہ ہم آہنگ ہیں۔ ساتھ ہی اس نسبت سے مسلمان تنظیموں اور جماعتوں کو بھی اسی پہلو سے اپنے کو تولنے اور اپنا احتساب کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کے بعد ہی وہ اپنے کو 'فی سبیل اللہ' کے مصرف زکوٰۃ کا مصداق قرار دے سکیں گی۔ ہندوستان سے باہر کی اسلامی تحریکات اور جماعتوں کے لیے بھی یہ بات اسی طرح صادق آتی ہے[۳۲]۔

'فی سبیل اللہ' کو بھڑے غازی کے ساتھ خاص کرنے سے عملاً ہندوستان جیسے ملکوں کے لیے اس مد کی منسوخی لازم آتی ہے۔ عالم اسلام کی نسبت سے بھی جبکہ آج تیار فوج کا رواج ہے یہ مد عملاً منسوخ ہی رہے گی جبکہ علماء دین میں کوئی اس مد کی منسوخی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا موقوفی کا قائل نہیں ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اگر بچھڑا حاجی اس مد میں شامل ہے تو انشاء اللہ اللہ کے دین کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کرنے والوں کو اس کا مصداق قرار دینا خلاف حق اور منشاء خداوندی سے غیر ہم آہنگ نہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

حواشی وحوالہ جات

۱؎ مولانا محمد شہاب الدین ندوی کی ایک مفصل کتاب اور دوسرا رسالہ جو خاص اسی مسئلہ سے متعلق ہیں، بہ ترتیب "زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں؟" اور "کیا زکوٰۃ علماء کو دی جا سکتی ہے"، شائع کردہ 'فرقانیہ اکیڈمک ٹرسٹ'، بنگلور، بار اول ۱۹۹۰ء۔ مولانا سید احمد قادریؒ کے دو مضامین 'زکوٰۃ کا مصرف' 'وفی سبیل اللہ' اور 'زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغ دین'، مشمولہ اپنی حیات میں مرحوم کا ترتیب دادہ مجموعہ مضامین 'عشر وزکوٰۃ اور سود کے چند مسائل' مطبوعہ مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی بار دوم ۱۹۸۲ء۔ نیز زکوٰۃ کے موضوع پر ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی دائرۃ المعارف کا اردو ترجمہ وتلخیص از جناب مولانا شمس پیرزادہ جس کا متعلقہ حصہ علیحدہ کتاب کی صورت میں ہمارے پیش نظر ہے۔ زیر عنوان: مصارف زکوٰۃ، ناشر ادارہ دعوۃ القرآن، بمبئی ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء۔ اس کتاب کے 'فی سبیل اللہ' والے حصے کو مولانا سید احمد قادریؒ نے عرصہ پہلے زندگی نو میں اس نوٹ کے ساتھ شائع کیا تھا کہ یہ اس موضوع پر ان کے اپنے مضمون کے مقابلے میں زیادہ مفصل اور جامع ہے۔ اس کے بعض نکات سے اختلاف کی گنجائش کے باوجود اپنی وسعت وجامعیت کے پہلو سے بلاشبہ اس کتاب کا یہ حصہ آج بھی بے نظیر ہے۔ لیکن بیدار مغز علماء اور ایسے ہی دینی اور علمی اداروں کی نسبت سے 'فی سبیل اللہ' کے مصرف پر جو علمی اور تحقیقی اور فکر انگیز گفتگو مولانا شہاب الدین ندوی کی مذکورہ کتابوں میں ہے حق ہے کہ اس خصوص میں انھیں فقہ الزکوٰۃ کے اس حصے پر واضح فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ مولانا قادریؒ کی کتاب کے لیے آئندہ، عشر وزکوٰۃ۔ مولانا ندوی کے رسالہ کے لیے: زکوٰۃ اور علماء، اور ان کی کتاب کے لیے: زکوٰۃ کے مستحق۔

۲؎ دیکھیے: ابو عبد اللہ محمد بن حسن الشیبانی م ۱۸۹ھ: کتاب الاصل، جلد ۲، مصارف زکوٰۃ کی بحث۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء، طبعہ اولیٰ۔ تصحیح وتعلیق: ابوالوفا افغانی۔ حواشی ہدایہ نیز عینی نے سروجی کے حوالے سے امام اعظم کے ہاں فی سبیل اللہ کا مصداق حجاج وغزاۃ اور اہل الجہاد کو قرار دیا گیا ہے۔ ہدایہ: ۱/۱۸۵، حاشیہ ۵۔ محولہ بالا۔ لیکن یہ محض کھینچ تان ہے۔ معروف حنفی مراجع میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ابن رشد مالکی نے البتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام مالک کے ساتھ حضرت ابوحنیفہ کے ہاں 'فی سبیل اللہ' کا مصداق 'مواضع الجہاد' 'الرباط' کو قرار دیا ہے۔ بدایۃ المجتہد: ۱/۱۴۷، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء طبعہ سادسہ۔

سے۳ ابوالحسین القدوری م ۴۲۸ھ: مختصر القدوری مع حاشیہ التنقیح الضروری /۴۹۔ کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔ نیز کنز الدقائق للنسفی /۶۴، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی۔

سے۴ ہدایہ: ۱/۱۸۵، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، نیز: شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعایہ: ۱/۲۹۶ مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۲۷ھ۔

سے۵ ہدایہ، حوالہ سابق، صاحب بدائع کے مطابق اس شرط سے 'عاملین' کا استثناء ہے بحوالہ زکوٰۃ کے مستحق /۱۶۳۔ محولا بالا ہدایہ میں اس مصرف کے بیان سے مترشح ہے کہ احتیاج کی شرط عاملین کے ساتھ بھی ہے اور ان کا اس سے استثناء نہیں ہے۔ ہدایہ: /۱۸۵۔ جبکہ صاحب روح المعانی البحر الرائق کے حوالہ سے علی الاطلاق زکوٰۃ کے جملہ مصارف میں فقر و احتیاج کو شرط قرار دیتے ہیں۔ بحوالہ زکوٰۃ کے مستحق ۱۶۳، محولہ بالا۔

سے۶ کاسانی بحوالہ عشر و زکوٰۃ /۵۲۰۵۱ محولہ بالا۔

سے۷ اس کی تفصیل کے لیے مولانا قادری اور یوسف القرضاوی کے علاوہ خاص طور پر مولانا شہاب الدین کی مذکورہ کتاب اور رسالہ کے متعلقہ صفحات۔

سے۸ مدرسۃ الاصلاح میں اپنے سے سینیر ایک اصلاحی قاسمی قابل احترام استاد حدیث و فقہ کا تاثر۔

سے۹ سلطان پور یوپی کے عربی مدارس کی کیفیت۔ روایت مرحوم ڈاکٹر محمود خاں ریڈر شعبۂ نباتیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ جو عرصہ تک سلطان پور کے کے این۔ آئی کالج میں لکچرر رہے اور وہاں کی تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں میں انتہائی سرگرم مخلصانہ رول ادا کیا۔

سنہ۱۰ زیر بحث آیت کریمہ کی مستقل مد 'عاملین زکوٰۃ' زکاۃ کے کارندوں سے خود بخود واضح ہے کہ زکوٰۃ لوگوں سے اجتماعی طور پر وصول کر کے اسلامی حکومت کے بیت المال میں داخل کی جائے گی۔ اسی طرح مشہور حدیث نبوی کے ٹکڑے 'امیروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی' سے اس پر اضافہ نکلتا ہے کہ اجتماعی طور پر وصول کیے جانے کے ساتھ اس کی تقسیم بھی اجتماعی طور پر کی جائے گی۔ روایت کی تفصیل کے لیے: نیل الاوطار: ۴/۱۱۴۔ مکتبہ دار التراث، القاہرہ زکوٰۃ کے کارندوں میں اس کے خاص ذمہ دار کے ساتھ اس کا جملہ معاون اسٹاف اس میں شامل ہے اور زکوٰۃ کے اس مصرف کا اطلاق ان سب پر یکساں ہے۔ تفصیل کے لیے: ہدایہ: ۱/۱۸۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحولہ بالا نیز المغنی لابن قدامہ : ۶/۴۲۴ ۔ مکتبۃ الجمہوریۃ العربیہ، مصر۔ صاحب جلالین حافظ سیوطی بھی اس کی تفسیر میں متعلقہ جملہ اصناف کو شامل مانتے ہیں۔ تفسیر الجلالین /۲۸۰۔ دار المعرفۃ، بیروت، سنہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۴ء، طبعہ اولیٰ۔

۱۱ مغنی : ۲/۶۶۳۔ طبع مذکور۔ اموال ظاہرہ کا مطلب صاف ہے وہ مال جو آنکھوں کے سامنے ہو، کھیتی، باغ، مویشی اور مال تجارت وغیرہ۔ اس کے مقابلے میں اموال باطنہ، سونا چاندی، درہم و دینار اور آج کے زمانہ میں بعض صورتوں میں بینک کی جمع شدہ رقم بھی اس میں شامل کی جا سکتی ہے۔

۱۲ مغنی، حوالہ سابق۔ ۱۳ مغنی : ۲/۶۶۲ ۱۴ مغنی : ۲/۶۶۱ تا ۶۶۴

۱۵ فرائد قاسمیہ /۳۸۔ حضرت قاسم العلوم کے غیر مطبوعہ مضامین کا مجموعہ۔ جمع کردہ مولانا سید عبد الغنی پھلاودی۔ مقدمہ و تعارف مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہوی شائع کردہ : ادارہ ادبیات۔ دہلی سنہ ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء

۱۶ اس موقع پر اصل میں 'فی سبیل اللہ' والوں پڑھے جو غالباً سہو کتابت ہے۔

۱۷ فرائد /۳۹۔ ۴۰

۱۸ ۳۶، ۳۷ 'معلم اظہار البطلان پر قادر ہو' الخ 'بے قیام عالم علوم دین ممکن نہیں' الخ

۱۹ اصل میں اس طرح ہے۔ بظاہر یہاں 'چندہ' کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے۔

۲۰ فرائد قاسمیہ /۴۱ محولا بالا۔

۲۱ اس کی تفصیل کے لیے زکوٰۃ کے مستحق از مولانا شہاب الدین ندوی ص۱۷ مابعدہا زیر عنوان : فقہ حنفی میں اشاعت علم کے لیے فقر و احتیاج کی شرط غیر ضروری ہے۔ نیز : زکوٰۃ اور علماء ص۱۱ اور اس سے آگے۔

۲۲ اس کے بعض حوالوں کے لیے ہمارا منتظر طبع رسالہ 'مسلمان اقلیتوں کا مطلوبہ کردار' جس کا نقش اول زندگی نو نئی دہلی جون ۱۹۸۷ء تا جنوری ۱۹۸۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔

۲۳ رشید رضا مصری فی المنار بحوالہ مصارف زکوٰۃ /۸۳۔ ڈاکٹر قرضاوی خود بھی اس رائے کے ناقد ہیں، حوالہ سابق /۸۴۔ آگے وہ اس پر ابن عربی مالکی کی تنقید بھی نقل کرتے ہیں جو غازی کے لیے احتیاج کی شرط کو ضعیف اور اسے کتاب اللہ پر ایک طرح سے اضافہ قرار دیتے ہیں۔ حوالہ مذکور /۸۵ ابن عربی کی رائے بحوالہ احکام القرآن : ۲/۱۵۷۔

۲۴ اس موقف کے قائلین میں خاص طور پر امام رازی بحوالہ عشر و زکوٰۃ /۵۰۔ نیز شوکانی فی نیل الاوطار بحوالہ ترجمان القرآن ۳/۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی۔ بار اول ۱۹۲۸ء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۵؎ ہدایہ : ۱/۱۸۵ ۔ ابن رشد مالکی امام المسلمین کے حوالہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ امام مالک کا بھی یہی مسلک بیان کرتے ہیں ۔ بدایۃ المجتہد : ۱/۲۷۵ ۔ محولہ بالا ۔

۲۶؎ رازی بحوالہ عشر وزکوٰۃ /۵۰، ۵۱ ۔

۲۷؎ ہدایہ : ۱/۱۸۵ ۔ بدایۃ المجتہد میں اس قید کے بغیر حضرت امام شافعی کے ہاں مطلق زکوٰۃ کے جملہ آٹھوں مصارف میں اس کی رقم کے صرف کرنے کی بات کہی گئی ہے : ۱/۲۷۵ ۔ امام سیوطی شافعی کے یہاں البتہ ہر مصرف میں تین کی قید کی صراحت ہے ۔ تفسیر الجلالین /۲۵۰ ۔ محولہ بالا ۔

۲۸؎ متعلقہ آیات قرآنی اوران کا ترجمہ یہ ہے ۔ ومنھم من یلمزک فی الصدقٰت فان اعطوا منھا رضوا وان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون ○ ولو انھم رضوا ما اٰتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون ○ (توبہ : ۵۸-۵۹) (اور اے نبیؐ ان منافقین میں سے کچھ ہیں جو آپ کے زکوٰۃ بانٹنے کے طریقے پر اعتراض کرتے ہیں، اگر انھیں اس سے دیا جائے تو وہ خوش رہتے ہیں ۔ لیکن اگر انھیں اس سے نہ دیا جائے تو فوراً ناراض ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسولؐ انھیں جو کچھ دے رہے ہیں اگر وہ اس پر خوش رہتے اور یہ کہتے کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے ۔ عن قریب اللہ اپنے فضل سے اپنے رسول کی معرفت انھیں نوازیں گے ۔ ہم پورے طور پر اللہ کی طرف متوجہ اور اس سے آس لگائے ہوئے ہیں، تو یہ ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا) اس کے فوراً بعد ہی زیر بحث آیت کریمہ ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ صدقات وزکوٰۃ کی رقم ان خود غرض منافقین کا نہیں بلکہ اصلاً یہ فقرا اور مساکین الخ کے لیے ہے ۔

۲۹؎ الحمد للہ کہ یہ خیال ہمارے ذہن میں اس سے پہلے آیا تھا لیکن اس کے اظہار سے ڈر لگتا تھا ۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تائید سے اس کی ہمت ہوئی ۔ حجۃ اللہ البالغہ : ۲/۵۴ ۔ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ، طبع اولیٰ ۱۳۷۳ھ ۔

۳۰؎ تفصیل کے لیے : مولانا شہاب الدین ندوی کی کتاب اور رسالہ کے محولہ صدر مباحث

۳۱؎ حال کے لوگوں میں اس کے قائلین میں مولانا قادریؒ اور مولانا شہاب الدین ندوی کے علاوہ خاص طور پر ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی نکتہ آفرینیاں بعض جزئیات میں اختلاف آراء کی گنجائش کے باوجود بڑی دلچسپ اور لائق توجہ ہیں ۔ مشنریز اور کمیونسٹوں کے توڑ میں دینی مدارس اور اسلامی شفاخانے کا ایک ایسا ہی نکتہ ہے جو اپنے قاری کو متوجہ کیے بغیر نہیں رہتا ۔ مصارف زکوٰۃ /۱۰۵، ۱۰۶ ۔ محولہ بالا ۔ دعوتی وتربیتی مراکز، اسلامی صحافت کا فروغ نیز بنیادی اہمیت کی حامل کتابوں کی وسیع پیمانے پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اشاعت وغیرہ بھی وہ نکات ہیں جو آج کے حالات میں عیسائیت والحاد کی یورش کے پس منظر میں 'فی سبیل اللہ' کے مصرف کی بحث میں خاص طور سے توجہ کے طالب ہیں۔ صفحات ۱۱۵-۱۱۶- حوالہ سابق بیش رو بزرگوں میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ پہلے سے فی سبیل اللہ میں توسع کے قائل ہیں۔ جو دین کے احیاء اور تجدید کی کوششوں کو اس میں نمایاں طور پر شامل قرار دیتے ہیں۔ ترجمان القرآن: ۱۹/۳، ۱۴ محولہ بالا۔ تفہیم القرآن: ۲۰۸/۲ ۔ مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند بار ہفتم ۱۹۷۰ء جبکہ صاحب تدبر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی حفظہ اللہ جہاد سے لے کر دعوت دین اور تعلیم دین کے تمام کاموں کو اس میں شامل بتاتے ہیں۔ تدبر قرآن: ۱۸۲/۳ ۔ انجمن خدام القرآن لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء توسع کے انہی قائلین میں ایک علامۃ العصر سید سلیمان ندویؒ بھی ہیں۔ سیرۃ النبی بحوالہ عشر و زکوٰۃ / ۵۳، ۵۴ محولہ بالا۔

۳۲۔ مثال کے طور پر علامہ ابن تیمیہؒ جن کی گفتگو میں صراحت ہے کہ اسلام کی اعانت و تقویت کے کاموں میں مصروف لوگوں کے لیے فقر و احتیاج کی شرط نہیں ہے۔ جبکہ یہ مصارف زکوٰۃ کا دوسرا اہم ترین مصرف ہے۔ دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴۰/۲۵ ۔ طبع سعودیہ۔ ترتیب: عبدالرحمن بن قاسم و ابنہ محمد۔ الفاظ کے فرق سے علامہ کے شاگرد ابن قیمؒ نے بھی یہی بات کہی ہے: زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: ۹/۲ موسسۃ الرسالہ بیروت، طبع ثامن ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی اس مصرف پر گفتگو سے بھی اس کی وسعت کا اشارہ نکلتا ہے۔ نیز اس میں دوسرے نئے نکات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ: ۴۵/۲ ۔ محولہ بالا۔

۳۳۔ فی سبیل اللہ کے ہمارے اس اختیار کردہ توسع کے حق میں ایک رائے مولانا گوہر رحمٰن کی بھی ہے۔ جو دینی مدارس اور دعوتی و تبلیغی تنظیموں کے تمام اخراجات زکوٰۃ کے فنڈ سے پورے کیے جانے کے قائل ہیں۔ جس میں طلبہ کے وظائف اور خورد و نوش کے علاوہ عملہ و اساتذہ کی تنخواہیں اور کتابوں کی خریداری سب شامل ہے۔ ساتھ ہی وہ نادار طلبہ کے علاوہ دیگر مصارف مدرسہ میں زکوٰۃ صرف نہ کیے جا سکنے کے حنفی مسلک کو دلائل کے اعتبار سے کمزور بتاتے ہیں۔ البتہ ہر قسم کے سماجی اور رفاہی کاموں میں وہ توسع کے قائل نہیں۔ اس لیے کہ وہ نیکی کے کام تو ہیں مگر جہاد نہیں۔ جہاد وہ جس میں تلوار کے جہاد کے ساتھ زبان اور قلم کا جہاد شامل ہے۔ ملاحظہ ہو ترجمان القرآن لاہور جون ۱۹۸۳ء مقالہ: مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کے سوالنامے کا جواب (بہ سلسلہ عشر و زکوٰۃ) علامہ ناصر الدین البانی جو حصر، کے معاملے میں شدت رکھتے ہیں انھوں نے بھی 'فی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سبیل اللہ' کے توسع میں ہر طرح کے رفاہ عام کے کام کو ہی ناپسندیدہ کہا ہے۔ بامقصد دینی اور دعوتی سرگرمیوں کو اس میں شامل نہیں کیا ہے۔ دیکھئے: ماہنامہ محدث بنارس ۱۹۸۴ء مضمون: علامہ البانی اور مجاہدین افغانستان۔ جبکہ علامہ رشید رضا مصری اپنی تفسیر میں مدارس دینیہ کے طلبہ و اساتذہ نیز دینی اور دعوتی سرگرمیوں میں مصروف علماء کو آج کے زمانہ میں 'فی سبیل اللہ' کے مصداق میں سرفہرست خیال کرتے ہیں۔ المنار بحوالہ عشر و زکوٰۃ /۵۳-۵۸، ۵۹۔ محولہ بالا۔

مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ

مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی نے اپنی اردو اور انگریزی مطبوعات کے علاوہ دیگر اہم مکتبوں کی بلند پایہ علمی و دینی کتب کی فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ تفسیر، حدیث، سیرت اور تاریخ اسلام سے متعلق چند اہم کتب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر کتب بھی یہاں سے فراہم کی جا سکتی ہیں۔ منیجر

فی ظلال القرآن دوم	-/۸۵	تدوین حدیث (مولانا مناظر احسن گیلانی)	-/۷۰
" سوم	-/۱۰۰	تاریخ الخلفاء (امام سیوطی)	-/۷۵
" پارہ عم	-/۹۰	مقدمہ ابن خلدون ۲ جلدیں	-/۱۵۰
تفہیم القرآن مکمل ۶ جلدیں	-/۵۰۵	سیرت النبی (ابن ہشام) ۲ جلدیں	-/۲۲۵
تلخیص تفہیم القرآن	-/۱۶۰	رحمۃ للعالمین	-/۱۲۵
ترجمۂ قرآن (مختصر حواشی)	-/۹۰	سیرت سرور عالم مولانا مودودیؒ اول دوم	-/۱۴۰
تفسیر ابن کثیر مکمل	-/۴۷۰	الفاروق	-/۳۰
بخاری شریف مکمل (مترجم)	-/۴۹۰	حیات ابو حنیفہ (ابو زہرہ مصری)	-/۷۵
مسلم شریف "	-/۳۵۰	رسول رحمت (ابو الکلام آزاد)	-/۱۲۵
ترمذی شریف دو جلدیں	-/۲۶۰	انبیاء کرام "	-/۴۰
ابو داؤد شریف ۳ جلدیں	-/۲۹۰	محمد رسول اللہ (توفیق الحکیم)	-/۵۰
سنن ابن ماجہ	-/۱۹۰	تاریخ افکار و علوم اسلامی اول و دوم	-/۷۰
سنن نسائی	-/۲۹۰	سیرت النبی (علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی) مکمل	-/۳۴۰

پان والی کوٹھی، دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

© rasailojaraid.com